اٰیاتها ۴۴ سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ ۷۰ رکوعاتها ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ سأل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ؕ﴿۵﴾

''مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے اپنے عذاب کا جو ہو کر رہے۔(وہ سن لے) یہ تیار ہے کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ عروج کرتے ہیں فرشتے اور جبرئیل اللہ کی بارگاہ میں یہ عذاب اس روز ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔(ایسا) صبر کیجئے جو بہت خوبصورت ہو''۔

فریابی، عبد بن حمید، نسائی، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَاَلَ سَآئِلٌ میں سَآئِلٌ سے مراد نضر بن حارث ہے۔ اس نے یہ کہا تھا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (الانفال:32) اے اللہ! اگر یہ تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ یعنی اس عذاب کے بارے جو ہو کر رہنے والا ہے۔ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ یہ تیار ہے کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے جو درجات کا مالک ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سَاَلَ سَآئِلٌ مکہ مکرمہ میں نضر بن حارث کے بارے نازل ہوئی۔ اسی نے کہا تھا اے اللہ! اگر تیری یہ جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور اسے عذاب بدر کے دن ہوا۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ کے تحت فرمایا کہ دنیا میں ان کا یہ قول آخرت میں واقع ہوگا۔ اے اللہ! اگر تیری جانب سے یہ حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور یہ کہنے والا نضر بن حارث تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ کے بارے لوگوں نے کہا: یہ عذاب کن پر واقع ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 545 (3854)، دار الکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: سَاَلَ سَآئِلٌ دعا مانگنے والے نے دعا مانگی۔ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ اس عذاب کے بارے میں جو آخرت میں واقع ہوگا اور وہ ان کا یہ قول تھا۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (انفال:32)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبد نزار میں سے کسی آدمی نے کہا، اسے حارث بن علقمہ کہا جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (انفال:32) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ (ص:16)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى (الانعام:94) (اور بے شک آ گئے ہو تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ اور وہی ہے جو یہ کہا کہ اگر یہ تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر پتھر برسا اور یہ وہی ہے جو اس طرح کہا: رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا (ص:16) اور یہ وہی ہے جو اس نے ایسے عذاب کا مطالبہ کیا جو واقع ہو کر رہے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سائل نے جہنم میں ایک وادی کا مطالبہ کیا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ بلندیوں اور ہر قسم کی فضیلتوں کا مالک ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ذِي الْمَعَارِجِ ۝ کا مفہوم ہے وہ آسمان کی بلندیوں کا مالک ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ کا معنی ہے صاحب فضائل و نعم۔

امام احمد اور ابن خزیمہ رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا "لبیك ذِي الْمَعَارِجِ ۝ (اے بلندیوں کے مالک میں حاضر ہوں) تو آپ نے فرمایا: بے شک وہ عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ لیکن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ایسا نہ کہا کرتے تھے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تاَ کے ساتھ پڑھا ہے یعنی تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ یاَ کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی یعرج الملائکۃ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کے امر کی انتہا زمینوں کے نیچے سے لے کر ساتوں آسمان کے اوپر کی انتہا تک

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 172، دار صادر بیروت

Marfat.com

ہے۔اس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے اور وہ دن جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے۔یعنی آسمان سے زمین کی طرف نازل ہونے اور زمین سے آسمان کی طرف امر کا بلند ہونا ایک دن میں ہے۔پس اس کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔کیونکہ زمین و آسمان کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے ہر زمین کی گہرائی (موٹائی) پانچ سو برس کی ہے۔پس اس طرح چودہ ہزار برس ہو گئے اور ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان چھتیس ہزار برس کی مسافت ہے۔پس اسی کا ذکر اس ارشاد میں ہے: فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝۔

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ مِمَّا تَعُدُّوْنَ'' کے بارے انہوں نے کہا: یہ مقدار دنیا میں ہے اور تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ اور فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ یہ قیامت کا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کافروں کے لیے پچاس ہزار سال کے برابر بنایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر تم اس دن کا اندازہ لگانا چاہو تو تمہارے دنیوی ایام کے مطابق پچاس ہزار برس کا وہ دن ہے۔فرمایا: مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان آیات کے بارے پوچھا: فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ وہ آسمان سے لے کر زمین تک کے معاملات کی تدبیر فرماتا ہے۔پھر وہ اس کی طرف عروج کرتا ہے: ''فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ'' فرمایا قیامت کے دن کا حساب پچاس ہزار برس ہے۔اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں تخلیق فرمایا ہر دن ہزار برس کا تھا۔وہ آسمان سے زمین تک حکم نافذ فرماتا ہے۔پھر وہ اس کی طرف عروج کرتا ہے ایک دن میں جس کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔فرمایا یہ مدت مسافت ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ کے بارے فرمایا: یہ دنیا اپنی ابتدا سے لے کر اپنی انتہا تک ایک دن ہے جس کی مقدار قیامت کے دن پچاس ہزار برس ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ مسافت زمین کے نیچے سے لے کر عرش تک ہے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن، دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔

1۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 344 (3321-22)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ایضاً، جلد 3، صفحہ 342 (3315)

Marfat.com

امام احمد، ابویعلی، ابن جریر، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ کے بارے پوچھا گیا: یہ دن اتنا طویل ہوگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! یہ دن مومن کے لیے انتہائی خفیف ہوگا حتی کہ اس پر اس فرض نماز سے زیادہ آسان ہوگا جو وہ دنیا میں ادا کرتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ بندۂ مومن کے لیے قیامت کے دن کی اتنی مقدار ہوگی جتنی ظہر سے عصر تک وقت کے درمیان ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن کی تلخلیاں سخت تر ہوں گی حتی کہ کافر کو پسینے کی لگام دی جائے گی۔ کہا گیا: اس دن مومنین کہاں ہوں گے؟ فرمایا: ان کے لیے سونے کی کرسیاں رکھی جائیں گی اور ان پر بادلوں کا سایہ کیا جائے گا اور ان پر اس دن کو چھوٹا کر دیا جائے گا اور یہ آسان ہو جائے گا حتی کہ تمہارے ان دنوں میں سے ایک دن کی طرح ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے وہ دن ان پر فرض نماز کی طرح ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ قیامت کے دن کی طوالت مومنین پر صرف اتنی ہوگی جتنا ظہر اور عصر کے درمیان وقت ہوتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صَبْرًا جَمِیْلًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ تم میرے سوا کسی کے پاس شکایت نہ کرو۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالاعلی بن حجاج رحمہ اللہ نے فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ۝ کی تفسیر میں کہا ہے کہ قوم میں مصیبت زدہ اس طرح ہو کہ پہچان نہ ہو سکتی ہو کہ وہ کون ہے۔

اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا ۝ وَّ نَرٰىهُ قَرِیْبًا ۝ یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَ لَا یَسْـَٔلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًا ۝ یُّبَصَّرُوْنَهُمْ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِىٕذٍۭ بِبَنِیْهِ ۝ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِیْهِ ۝ وَ فَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِیْهِ ۝ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۙ ثُمَّ یُنْجِیْهِ ۝ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 85، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 345 (3323)، دار الکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

تَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾

''کفار کو تو یہ بہت دور نظر آتا ہے۔ (لیکن) ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔ اس روز آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند ہوگا۔ اور پہاڑ رنگ برنگی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ اور کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کا حال نہ پوچھے گا۔ دکھائی دیں گے ایک دوسرے کو۔ ہر مجرم تمنا کرے گا کہ کاش! بطور فدیہ دے سکتا آج کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو۔ اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو۔ اپنے خاندان کو جو (ہر مشکل میں) اسے پناہ دیتا تھا۔ اور (بس چلے تو) جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو پھر یہ (فدیہ) اس کو بچا لے۔ (لیکن) ایسا ہرگز نہ ہوگا بے شک آگ بھڑک رہی ہوگی۔ نوچ لے گی گوشت پوست کو۔ وہ بلائے گی جس نے (حق سے) پیٹھ پھیری اور منہ موڑا تھا۔ اور مال جمع کرتا رہا پھر اسے سنبھال سنبھال کر رکھتا رہا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿۶﴾ کے تحت بیان کیا ہے کہ کفار کو قیامت بہت دور نظر آتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک کفار اپنے جھٹلانے کے سبب قیامت کو دور دیکھتے ہیں۔ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۷﴾ اور ہم اسے سچ ہونے کے سبب قریب دیکھ رہے ہیں۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، خطیب نے المتفق والمفترق میں اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ کے تحت کہا ہے کہ اب آسمان سبز رنگ کا ہے اور قیامت کے دن وہ سرخ رنگ میں بدل جائے گا۔

طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: کہ آسمان قیامت کے دن خوف سے تیل کی تلچھٹ اور ہڈی کی سیاہی کی مانند ہو جائے گا، حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

تُنَادِیْ بِهِ الْقَسْمُ السَّمُوْمُ كَاَنَّهَا تَبَطَّنَتِ الْاَقْرَابُ مِنْ عُرُقٍ مَهْلَا

''کھولتا ہوا گرم پانی اس سے ظاہر ہو رہا ہے۔ گویا کہ پہلو ہڈیوں سے پگھل کر اندر دھنس گئے ہیں''۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آسمان اس دن تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا۔ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۹﴾ اور پہاڑ اون کی طرح ہو جائیں گے۔ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ مومنین کافروں کو دکھائی دیں گے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۰﴾ کے تحت فرمایا کہ ہر انسان لوگوں کو چھوڑ کر صرف اپنی ذات میں مشغول ہوگا۔ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ فرمایا: قسم خدا! تم جانتے ہو۔ قسم بخدا! قیامت کے دن ایک قوم دوسری قوم کو اور لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ الآیہ فرمایا: قیامت

Marfat.com

کے دن ہر مجرم تمنا کرے گا کہ اگر وہ اپنے گھر والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب، پھر اس کے بعد سب سے زیادہ محبوب اور زیادہ قریبی اور پھر اس کے بعد زیادہ قریبی اور اپنے خاندان کا فدیہ دے سکتا اور یہ اس دن کی شدت اور سختی کے سبب ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یُبَصَّرُوْنَهُمْ کی تفسیر میں کہا کہ ان میں سے بعض بعض کو پہچان لیں گے اور وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے۔ پھر وہ ایک دوسرے سے بھاگ جائیں گے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَصِيْلَتِهِ کا معنی ہے اس کا خاندان۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝ کے تحت انہوں نے کہا کہ اس کا وہ قبیلہ جس کی طرف وہ منسوب ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیان کیا ہے کہ فَصِيْلَتِهِ سے مراد اس کا قبیلہ ہے۔ اور نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ کا معنی ہے (وہ آگ) سر کی جلد کو نوچ لے گی۔ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ اور وہ بلائے گی جس نے حق سے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا تھا۔ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ اور مال جمع کرتا رہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ کا معنی ہے کہ وہ اصل دماغ کو نوچ لے گی۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ کا معنی ہے کہ وہ آگ اس کی کھوپڑی اور اس کے چہرے کے حسن کو نوچ لے گی اور بلائے گی جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے پیٹھ پھیری اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے حق سے منہ موڑا تھا اور برائی کے لیے بہت سا مال جمع کرتا رہا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قرہ بن خالد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ آگ کھوپڑی کو نوچ لے گی اور اس سے ہر شے جل جائے گی اور اس کا دل باقی رہ جائے گا درآنحالیکہ وہ پکا ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ۝ سے مراد اطراف (اعضاء) ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ۝ سے مراد سر کی جلد ہے۔

ابن منذر نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ۝ سے مراد انسانی چہرے کے محاسن و مکارم ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ۝ سے مراد پنڈلیوں کا گوشت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ۝ سے مراد اطراف ہیں۔

امام ابن سعد نے حضرت حکم سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حکیم اپنا کیسہ (تھیلا، بٹوہ) نہیں باندھتے تھے اور کہتے میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا ہے: وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ (کہ وہ مال جمع کرتا رہا اور پھر اسے سنبھال سنبھال کر رکھتا ہے)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 91

Marfat.com

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ
مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ
الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ
يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾
اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا
عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى
وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ
رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ
يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ
مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ
مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ
اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا
مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا
يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا
كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ
الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

''بے شک انسان بہت لالچی پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچے تو سخت گھبرا جانے والا۔ اور جب اسے دولت ملے تو حد درجہ بخیل۔ بجز ان نمازیوں کے۔ جو اپنی نماز پر پابندی کرتے ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں مقررہ حق ہے۔ سائل کے لیے اور محروم کے لیے۔ اور جو تصدیق کرتے ہیں روز جزا کی۔ اور جو اپنے رب کے عذاب سے ہمیشہ ڈرنے والے ہیں۔ بے شک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں

Marfat.com

کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں کے یا اپنی کنیزوں کے تو ان پر کوئی ملامت نہیں۔ البتہ جو خواہش کریں گے ان کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور عہد و پیماں کی پاسداری کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ مکرم (ومحترم) ہوں گے جنتوں میں۔ پس ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کی طرف ٹکٹکی باندھے بھاگے چلے آرہے ہیں۔ ایک گروہ دائیں طرف سے اور دوسرا گروہ بائیں طرف سے۔ کیا طمع کرتا ہے ان میں سے ہر شخص کہ (ایمان وعمل کے بغیر) نعمتوں بھری جنت میں اسے داخل کیا جائے۔ ہرگز نہیں۔ ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اس (مادہ) سے جس کو وہ بھی جانتے ہیں۔ پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی کہ ہم پوری قدرت رکھتے ہیں۔ کہ ان کے بدلے میں ان سے بہتر لوگ لے آئیں۔ اور ہم ایسا کرنے سے عاجز نہیں۔ سو آپ رہنے دیجئے انہیں کہ (خرافات میں) مگن رہیں اور کھیلتے کودتے رہیں حتی کہ وہ ملاقات کریں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس روز نکلیں گے (اپنی) قبروں سے جلدی جلدی گویا وہ (اپنے بتوں کے) استھانوں کی طرف دوڑے جارہے ہیں۔ جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں چھارہی ہوگی ان پر ذلت۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہلوع کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ ہلوع کا مفہوم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ (کہ جب اسے تکلیف پہنچے تو سخت گھبرا جانے والا اور جب اسے دولت ملے تو حد درجہ بخیل) پس یہی ہلوع ہے۔ (1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے اس ارشاد گرامی کا مفہوم بتایئے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ تو آپ نے فرمایا: بے شک انسان کو سخت تنگ دل اور گھبرا جانے والا پیدا کیا گیا ہے۔ یہ آیت ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو حضرت نافع نے عرض کی: کیا یہ معنی عرب میں معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے بشر بن ابی حازم کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَاهَا نِعًا لِلْيَتِيْمِ بِخَلْقِهٖ وَلَا مُكِبًّا بِخَلْقِهٖ هَلَعًا

"وہ اپنی فطرت کے سبب کسی یتیم کی حمایت نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اپنی فطرت کے سبب کسی گھبرا جانے والے کو پچھاڑ سکتا ہے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس کے بعد والی آیات پڑھو۔ پس انہوں نے یہ آیت پڑھیں: اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ فرمایا: انسانوں کو اسی طرح پیدا کیا گیا۔

(1) تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 93، دار احیاء التراث العربی بیروت

Marfat.com

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے سخت حریص اور گھبرا جانے والا۔
امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے تنگ دل۔
عبدالرزاق اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے سخت گھبرا جانے والا۔(1)
امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے لالچی اور حریص۔
امام ابن منذر نے حضرت حصین بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ کا معنی ہے حریص۔
امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ سے مراد وہ ہے جو مال جمع کرنے سے سیر نہ ہو۔

امام دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ مریض کا کراہنا بھی لکھا جاتا ہے پس اگر وہ صابر رہا تو اس کا کراہنا نیکیاں ہیں۔ اور اگر وہ گھبراتا رہا تو اس کے بارے هَلُوْعًا﴿۱۹﴾ لکھا جائے گا اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔(2)
امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ﴿۲۳﴾ کے تحت کہا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت دانیال نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرتے ہوئے کہا: وہ ہمیشہ نماز پڑھیں گے۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نماز پڑھتی تو وہ غرق نہ کیے جاتے یا قوم عاد نماز پڑھتی تو ان پر تباہ کن ہوا نہ بھیجی جاتی۔ یا قوم ثمود نماز پڑھتی تو انہیں چیخ نہ پکڑتی۔ پس تم پر نماز پڑھنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ مومنین کے اچھے اخلاق کے لیے لازم کی گئی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں مراد فرض نماز ہے۔
امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی نمازیں ان کے اپنے اوقات پر ادا کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مفہوم نقل کیا ہے۔
امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم منقول ہے کہ وہ اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں مراد وہ لوگ ہیں کہ جب وہ لوگ ہیں کہ جب وہ نمازیں پڑھیں تو ادھر ادھر متوجہ نہ ہوں۔(3)
امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالخیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: وہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 346 (3329)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 537 (9014)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 94، داراحیاء التراث العربی بیروت

Marfat.com

کون لوگ ہیں جو اپنی نمازوں پر پابندی کرتے ہیں؟ جواباً فرمایا: ہم نے کہا وہ لوگ جو مسلسل نمازیں پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ بلکہ وہ لوگ ہیں کہ جب وہ نمازیں پڑھیں تو دائیں بائیں متوجہ نہ ہوں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اتنا عمل کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتائے گا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ۔ حضرت ام المومنین نے ارشاد فرمایا: حضور نبی رحمت ﷺ کے نزدیک اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر دوام اور ہمیشگی اختیار کی جائے، اگرچہ وہ قلیل اور تھوڑا ہو اور جب آپ نماز پڑھتے تھے تو اس پر دوام اختیار کرتے تھے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآىِٕمُوْنَ۝۲۳۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے وَالَّذِیْنَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ۝۲۴ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے مالوں سے اس وقت عطیات دیتے ہیں جب عطیات نکالے جاتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ۝۳۶ کا مفہوم ہے کہ کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ آپ کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں۔ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ۝۳۷ فرمایا دائیں بائیں سے لوگوں کی جانب سے اظہار غضب وہ اعراض کرتے ہوئے آپ کے ساتھ استہزا کر رہے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ آپ کی طرف قصد کر کے بھاگے آ رہے ہیں۔ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ۝۳۷ فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کے اردگرد گروہ در گروہ حالانکہ نہ وہ کتاب اللہ میں رغبت رکھتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ وہ آپ کی طرف بھاگتے ہوئے آ رہے ہیں۔ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ۝۳۷ فرمایا: وہ گروہ در گروہ دائیں بائیں اطراف سے آ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: یہ آدمی کیا کہتا ہے؟

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے انہیں کہا: مجھے اس ارشاد ربانی کا مفہوم بتایئے: عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ۝۳۷ تو آپ نے فرمایا: عِزِیْنَ سے مراد ساتھیوں کا حلقہ ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے عبید بن ابرص کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

فَجَاؤُوْا مُهْرِعِیْنَ اِلَیْهِ حَتّٰى یَكُوْنُوْا حَوْلَ مِنْبَرِهٖ عِزِیْنَ

''پس وہ اس کی طرف تیزی سے دوڑتے ہوئے آئے۔ یہاں تک کہ منبر کے گرد حلقہ بنائے کھڑے ہو گئے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

Marfat.com

عِزِیْنَ﴿۳۷﴾ سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی دائیں بائیں جانب ہے۔ اور عِزِیْنَ﴿۳۷﴾ کے بارے فرمایا: کپڑوں میں لپٹ کر بیٹھنے والوں کی جماعتیں جن میں تھوڑے تھوڑے افراد ہوں۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عِزِیْنَ﴿۳۷﴾ کا معنی حلقہ بند مجالس ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن انس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ تو فرمایا کیا ہے مجھے کہ میں تمہیں (عزین) زمانہ جاہلیت کے حلقوں کی طرح حلقہ بناتے دیکھ رہا ہوں۔ ہر آدمی اپنے بھائی کے پیچھے بیٹھے۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر مسجد میں داخل ہوئے۔ درآنحالیکہ ہم متفرق حلقوں میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ہے مجھے کہ میں تمہیں عزین دیکھ رہا ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے صحابہ کرام حلقے بنائے بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا ہے کہ مجھے میں تمہیں عزین دیکھ رہا ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اَیَطْمَعُ کُلُّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ میں یدخل کی یاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابومعمر سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یُّدْخَلَ کی یاء کو منصوب اور خاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ عیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہرگز نہیں تو فاعل نہیں ہے۔ پھر ان کی خلقت کا ذکر کیا اور فرمایا: اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ﴿۳۹﴾ یعنی وہ نطفہ جس سے انسان کو پیدا کیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے کَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ﴿۳۹﴾ کے تحت فرمایا: اے ابن آدم! بلاشبہ تو گندگی سے پیدا کیا گیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ﴿۳۶﴾ سے لے کر کَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ﴿۳۹﴾ تک پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور اس پر اپنی انگلی رکھی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ابن آدم کو فرما رہا ہے تو مجھے کہاں عاجز کر سکتا ہے حالانکہ میں نے تجھے اس کی مثل سے پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب میں نے تجھے مضبوط اور درست بنا دیا تو تو دو چادروں کے درمیان اکڑ کر چلا یا اور زمین کو تیرے لیے متین بنا دیا۔ پس تو نے (مال) جمع کیا اور اسے روکے رکھا۔ یہاں تک کہ جب جان ہنسلی تک پہنچ گئی۔ تو تو نے کہا: میں صدقہ کرتا ہوں وہ صدقہ کے برتن کہاں ہیں؟(2)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 347 (3331)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 57-256 (3473)، دارالکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مشارق ومغارب کی تفسیر میں فرمایا کہ سورج کے ہر دن کا مطلع جس میں وہ طلوع ہوتا ہے اور ہر دن کا مغرب جس میں وہ غروب ہوتا ہے گزشتہ دن کے مطلع اور مغرب سے مختلف ہوتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ منازل ہیں جن میں سورج اور چاند چلتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ کا معنی کیا اور فرمایا: گویا وہ علم اور نشانی کی طرف دوڑ رہے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نُصُبٍ سے مراد غایت ہے اور يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ کا معنی ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے بت کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اجداث سے مراد قبور ہیں اور إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ کا معنی یہ ہے کہ نشان کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ اور ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٣﴾ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ نے نُصُبٍ کو واحد معنی کے مطابق نصب پڑھا ہے اور حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے نُصُبٍ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت ابو الشہب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ پڑھتے تھے اور ابو رجاء "خاشعة ابصارهم" پڑھتے تھے۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 104، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 106

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 105-06-07

Marfat.com